© rasailojaraid.com

قرآن مجید فلکیات، سمندر، زمین، پہاڑ، طب، انجینئرنگ، زراعت وغیرہ کے اہم حقائق اور اصول بھی بیان کرتا ہے۔ لیکن یہ سائنسی کتاب نہیں۔ سائنس کی تمام معلومات کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش عبث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی پیوند کاری کے واقعے میں بیان کیا: "أنتم أعلمُ بأمورِ دنیاکم" [متفق علیه]

قرآن مجید تمام حقائق علمیہ اور عجائب قدرت کے پیچھے حقیقت توحید پر زور دیتا ہے۔

[2] **نبوت پر ایمان:** اللہ تبارک وتعالیٰ نے مکلّف مخلوق کی ہدایت کے لیے انسانوں میں سے اپنے منتخب بندوں کو نبوت ورسالت سے سرفراز کرنے کا سلسلہ قائم فرمایا۔

شریعت اسلامیہ کی حقانیت کے ثبوت کا انحصار حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے ثبوت پر ہے۔

متکلمین کے نزدیک اثباتِ نبوت کی بنیادی دلیل معجزہ ہے۔ ان کے نزدیک معجزہ ایسا کام ہے جو خارق العادۃ (عام عادت کے خلاف) ہو، اور وہ نبوت کا دعویٰ کرے اور دوسروں کو چیلنج دے۔

کیا نبی کریم ﷺ نے آغازِ نبوت میں معجزہ پیش کرکے دعوت دی؟ ائمہ اہل سنت کے نزدیک معجزہ صداقت نبوت کی دلیل ضرور ہے، لیکن یہ بنیادی دلیل نہیں۔ صداقت دعوائے نبوت کی پہلی دلیل قوم سے چالیس سالہ زندگی کے تجربات کی روشنی میں یہ اقرار لے کر دی کہ آپ الصادِق الأمین ہیں۔ "معجزہ" کا لفظ ہی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ کتاب وسنت میں "آیات وبراہین" آیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے صرف شکل دیکھ کر کہا: إنَّ وجهَهُ لیسَ بوجهِ كذّابٍ۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ آیا تو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مزید تسلی کے لیے صدقہ نہ کھانے، تحفہ قبول کرنے اور مہر نبوت سے یقین حاصل کرلیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآنی آیات سن کر مسلمان ہوئے۔ مؤرخین متفق ہیں کہ کوئی بھی لیڈر یا سیاست دان آپ ﷺ کی طرح تاریخ میں ثابت نہیں۔ بعض مسلم دانشوروں نے حدیث الذباب پر اعتراض کیا ہے، مگر ماہر سائنسدان اسے تسلیم کرتے ہیں۔

اصولِ عقائد: جمہور معتزلہ کا منہج عقل ہے اہل سنت کا منہج نقل ہے۔ ابوالحسن اشعری نے معتزلی مذہب ترک کرکے امام اہل سنت احمد ابن حنبلؒ کی طرف آنا چاہا، مگر اس نے معتزلہ اور اہل سنت کے درمیان ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ بعد کے اشاعرہ نے زیادہ تر معتزلہ کی طرف میلان ظاہر کیا۔

اشعری کے دور میں خراسان میں ابومنصور ماتریدی نے بھی عقل اور نقل کے درمیان نیا منہج بنانے کی کوشش کی۔ اس کے مقلدین ماتریدی کہلاتے ہیں۔ احناف زیادہ تر ماتریدی ہیں اور شوافع زیادہ تر اشعری۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسوۂ حسنہ

سنت نبوی کی حجیت اور اہمیت

ڈاکٹر اسماعیل محمد امین

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [آل عمران ١٦٤] اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو انسانیت، اسلام اور امتِ محمدیہ میں شامل فرمانے کی نعمت کا احساس دلایا ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ فرمایا ہے کہ وہ مؤمنوں کو تلاوتِ قرآن مجید سناتا ہے، ان کے قلوب واذہان اور رسوم واعمال سے زمانہ جاہلیت کے اوہام اور خرافات کا ازالہ کر کے انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتابِ الٰہی اور حکمتِ نبوی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس تلاوت، تزکیہ اور تعلیم کے پانے سے قبل لوگ واضح گمراہی میں تھے۔

''کتاب'' سے مراد قرآن مجید اور ''حکمت'' سے مراد سنت مطہرہ ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں: ''سمعتُ مَن أرضى مِن أهلِ العلمِ بالقرآنِ يقولون: المرادُ بالحكمةِ السنةُ'' اور یہی سیاق سے بھی ظاہر ہے؛ کیونکہ حکمت کو کتاب کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔

اگرچہ قرآن مجید فصیح عربی زبان میں ہے؛ پھر بھی سنت کے بغیر قرآن پر منشائے الٰہی کے مطابق عمل ممکن نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں کہیں اجمال ہے، کہیں تفصیل۔ کہیں قواعد بیان فرمائے گئے ہیں، جن کی جزئیات کا بیان رسول ﷺ کے ذمے ہے۔ ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [النحل ٤٤]

خود قرآن مجید نے سنت نبوی کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [النجم ٣-٤] البتہ وحی کی ان دونوں قسموں میں فرق ہے۔ قرآن مجید وحی جلی ہے، اس کی تلاوت ہی عبادت ہے، اس کے الفاظ بھی معجزہ ہیں۔ جبکہ سنت نبوی وحی خفی ہے۔ احادیث کا مفہوم اللہ پاک کا اور اس کے الفاظ اصل میں رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔ پھر اس کی روایت بالمعنیٰ مشروط طور پر جائز ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ کا بھی ہو بہو لسانِ رسالت مآب ﷺ سے صادر ہونا یقینی نہیں ہے۔ اس کے الفاظ بھی معجزہ نہیں ہیں۔ اس کی نری تلاوت عبادت نہیں ہے۔ البتہ دین اسلام کا مصدرِ اصلی اور شرعی حجت ہونے میں صحیح حدیث' قرآن مجید کی طرح ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء] ''جس کسی نے رسول ﷺ کی اطاعت کرلی، یقیناً اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔'' ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [النساء] ''اور ہم نے جو بھی رسول مبعوث فرمایا، اسے اللہ کے حکم کے مطابق اطاعت ہی کے لیے بھیجا ہے۔'' ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر] ''اور رسول ﷺ جو بھی تمہیں عنایت فرمائیں اسے تھام لو، اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔''

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل ٤٤] قرآن مجید کے ''بیان'' میں اس کے الفاظ اور اس کا مفہوم پہنچانا شامل ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة ٦٧] اس آیت کریمہ میں بڑی شدت کے ساتھ رسول ﷺ کو اللہ پاک کا نازل کردہ پیغام ہدایت لوگوں کو پہنچانے کی تاکید آئی ہے۔ اس شدتِ تاکید کا مقصد لوگوں کو پکا یقین دلانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا کم وکاست اللہ پاک کے تمام احکام قولاً وعملاً پہنچا دیے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے بغیر قرآن کو منشائے الٰہی کے مطابق سمجھنا ہرگز ممکن نہیں۔ قرآن مجید نے بارہا تاکید کے ساتھ حکم فرمایا: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''نماز قائم کرو'' اب الصلاۃ عربی زبان میں ''دعا کرنے''، جوڑوں کو حرکت دینے'' اور ''گرم جگہ داخل ہونے'' کے معانی میں معروف ہے۔ سنت نبوی سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے اس لفظ کو ایک ''شرعی اصطلاح'' کے طور پر استعمال کیا ہے۔ پس رسول ﷺ سے رہنمائی حاصل کیے بغیر اس کا منشائے الٰہی معلوم نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے شروط، اوقات، ارکان اور آداب قولی اور عملی طور پر سکھا کرامت کو تلقین فرمائی ہے: ''صلُّوا كما رأيتموني أصلي'' [البخاري] اسی طرح ''حجّ، زكاة، صوم'' جیسے الفاظ کو شرعی اصطلاح کے مطابق جامع معانی سے مزین کیا۔ ان تمام عبادات کی تفصیلات احادیث شریفہ میں بیان کی گئی ہیں۔ قرآن کے اجمال کی وضاحت سنت سے ہوتی ہے۔ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾ [المائدة] اب چوری کا نصاب سنت نبوی سے ملتا ہے: ''لا تقطعُ إلا في ربعِ دينارٍ فَصاعدًا'' [مسلم ح: ٤٤٩٤، ٤٤٩٦] اور ہاتھ کی تعیین اور مقام قطع کی وضاحت بھی سنت سے ملتی ہے۔ ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ﴾ [النساء] میں ہاتھ کی تحدید ''ضربةٌ واحدةٌ للوجهِ والكفينِ'' [متفق عليه]

صحابہ کرام ﷺ افصح العرب تھے، دین اسلام کے پھیلاؤ کی وجہ سے عجم کے ساتھ اختلاط ہوا۔ دین اسلام کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقاضوں کی تکمیل میں عجم بھی عربی زبان استعمال کرنے لگے، حتیٰ کہ صحابہ کرام ﷡ کو بھی قرآن مجید کے بعض معانی سمجھنے میں اشکال پیش آیا۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام ٨٢] ''اس میں لفظ ''ظلم'' کے عمومی معنی سمجھ کر صحابہ کرام ﷡ پر خوف طاری ہوا اور انہوں نے عرض کیا: أَيُّنَا لم يظلم نفسهُ؟! رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس لفظ کے معنی منشائے الٰہی کے مطابق سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ألم تسمعوا قولَ لقمان لابنِهِ: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [سورة لقمان، البخاري] حالت امن وسکون میں مسافر کے قصر نماز پر صحابہ کرام ﷡ کو تشویش ہوئی۔ ﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [النساء] حضرت عمر فاروق ﷜ کہتے ہیں میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صدقةٌ تصدقَ اللّٰهُ بها عليكم فاقبلوا صدقته'' [مسلم ح:١٦٠٥] اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ قید اتفاقی ہے، مؤثر شرط نہیں۔

سنت نبوی میں مستقل مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ......﴾ [المائدة] جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أُحِلتْ لنا ميتتانِ ودمانِ......'' [أحمد ح:٥٧٢٣ وحسنه الأرنؤطؒ، ابن ماجه ح:٣٣١٤ وصححه الألبانيؒ] بعض اشیاء کو قرآن مجید نے حصر کیا ہے، لیکن سنت نبوی نے اس میں اضافہ کیا ہے۔ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...... وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ [النساء] اور سنت نبوی میں آیا: ''حُرِّمَ مِن الرضاعةِ ما حُرِمَ من النسبِ'' [أحمد ح:٢٤٩١،١٠٩٦ وصححه الأرنؤطؒ، الترمذي ح:١١٤٧ وقال: حسن صحيح وصححه الألبانيؒ] ''رضاعت سے وہ سارے رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں۔'' لہٰذا فرمانِ الٰہی ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کے مطابق اطاعت رسول مستقل بالذات ہے۔

امام ابن القیمؒ کہتے ہیں: قرآن کریم کے ساتھ سنت نبویہ کی حجیت کی تین صورتیں ہیں:

(۱) سنت کا حکم قرآن میں بھی ہے، یہ تعددِ ادلہ کی قسم ہے۔ (۲) سنت' قرآن مجید کا بیان، وضاحت اور تفصیل پیش کرتی ہے۔ (۳) سنت بالکل مستقل حکم بیان کرتی ہے۔ اس میں بھی اتباع ضروری ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب ٢١] حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ نے حدیث سنائی: ''لعنَ اللّٰهُ الواشماتِ والمستوشماتِ والمتنمصاتِ والمتفلجاتِ للحسنِ'' ''اللہ تعالیٰ گودنے والیوں، گدوانے والیوں، بال اکھیڑنے والیوں اور خوبصورتی کی خاطر دانتوں میں فاصلہ کرنے والیوں پر لعنت کرے۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ حدیث سن کر ام یعقوبؒ نے آ کر کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فلاں فلاں کاموں پر لعنت کی ہے، جبکہ مجھے یہ احکام قرآن مجید میں نہیں ملتے۔ یہ اعتراض سن کر عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا عذر ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر اللہ پاک نے لعنت کی ہے اور یہ اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔ اس نے کہا: میں نے پورا قرآن پڑھ لیا ہے لیکن مجھے یہ چیزیں نہیں ملی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''لو قرأتيه لوجدتيه أ لم تقرئي ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر، صحيح البخاري ح:٤٦٠٤، ٥٥٨٧، ٥٥٩٩، ٥٦٠٤، مسلم ح:٥٦٩٥]

واقعہ عسیف میں زنا کے جرمانے میں سو بکریاں فدیہ میں دی گئیں۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس مسئلہ پیش ہوا تو ارشاد فرمایا: ''لأقضينّ بينكما بكتابِ اللهِ، أما الغنمُ فردٌّ عليك وإنّ على ابنك جلدُ مائةٍ وتغريبُ عامٍ وعلى امرأةِ هذا الرجمُ'' [البخاري ح:٢٥٤٩، ٢٥٧٥، ٦٢٥٨، ٦٤٤٠، ٦٤٤٦، ٦٤٥١، مسلم ح:٤٥٣١] ''میں ضرور تم دونوں کے درمیان ''کتاب اللہ'' کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا پڑے گی، اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا'' اب قرآن مجید میں جلا وطنی اور رجم کی سزا کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا ''کتاب اللہ'' سے مراد صرف قرآن مجید نہیں، بلکہ ''وحی الٰہی'' ہے۔ یعنی کتاب وحکمت/قرآن وحدیث دونوں مراد ہیں۔

کفار کی سازش سے مسلمانوں میں بہت ساری شبہات پھیلائی گئیں۔ ان میں سے ایک بڑا شبہ یہ ہے کہ دین اسلام میں قرآن مجید کافی ہے، حدیث نبوی کی ضرورت نہیں۔ منکرین حدیث اس شبہ کا خوب چرچا کرتے پھرتے ہیں۔

دلائل نبوت میں یہ پیش گوئی بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا ألفينَّ أحدَكم متكئا على أريكتِه يأتيه أمرٌ مِن أمري فيقول: لا أدري، ما وجدت في كتابِ اللهِ حلالا استحللتُه وما حرم في كتابِ اللهِ حراما حرمتُه. ثم قال ﷺ: ''ألا ! إني أوتيتُ القرآنَ ومثلَه معهُ'' [أحمد ح:١٧٢١٣ وصححه الأرنؤط، أبوداؤد ح:٤٦٠٤، ابن ماجه ح:٣٣٢٩، الترمذي ح:٣٤٥٤ وقال: حسن صحيح وصححه الألبانيؒ] ''میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں ہرگز نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرا کوئی حکم پہنچ جائے تو کہنے لگے: میں نہیں جانتا، مجھے تو جو کچھ اللہ کی کتاب میں حلال ملے میں اسے حلال مانتا ہوں، اور جو کچھ مجھے اللہ کی کتاب میں حرام ملے اسے میں حرام تسلیم کرتا ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! یقیناً مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی کی طرح ایک اور حجت۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن مجید کے ساتھ ''حدیث شریف'' کی حجیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تركتُ

© rasailojaraid.com